③ مراسلہ میاں عبد المجید صاحب حفظہ اللہ، اقبال ٹاؤن، لاہور

محترم جناب ڈاکٹر حافظ حسن مدنی صاحب مدیر ماہنامہ 'محدث' لاہور

السلام علیکم!

'محدث' کا شمارہ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ بمطابق فروری ۲۰۱۰ء مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ یہ رسالہ شروع ہی سے ماشاء اللہ مذہبی، اَدبی اور تحقیقی رسالہ ہے، لیکن اس ماہ اس میں ایک مضمون ''کیا یزید فوجِ مغفور لہم کا سپہ سالار تھا؟'' پڑھ کر درج ذیل سطور لکھنے پر مجبور ہوا ہوں۔

ہمیں بیسویں صدی عیسوی کی ستر کی دہائی یاد آ گئی جب مولانا مودودی مرحوم اپنی کتاب 'خلافت و ملوکیت' لکھ کر اس پر اعتراضات کا جواب دے رہے تھے۔ اس وقت کے جید اور محقق علما نے ان پر کافی گرفت کی اور مولانا صاحب کو اپنے موقف سے رجوع کرنے کا مخلصانہ مشورہ دیا، لیکن اُنہوں نے یہ کہہ کر اسے قبول نہ کیا کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا بلکہ سابقہ تواریخ میں جو کچھ لکھا تھا، وہ دہرایا ہے۔ اس مضمون میں یہی طرزِ عمل جناب ابو جابر عبداللہ دامانوی صاحب کا نظر آیا۔ مزید ان کا سارا مضمون تضادات سے بھرا ہے کہیں وہ واقعات کو تسلیم کرتے ہیں اور کہیں انکار کر دیتے ہیں۔ کیا نعوذ باللہ کسی کو بخشنے یا عذاب دینے کے اختیارات وہ اپنے ہاتھ میں سمجھتے ہیں جبکہ یہ سب چیزیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ ایسے متنازعہ موضوع کو 'محدث' ایسے رسالہ میں جگہ دینا مناسب نہ تھا اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ہم آپ کے والد محترم جناب حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ کی مجلس میں بیٹھے تھے تو اُنہوں نے فرمایا کہ واقعہ کربلا ۶۰ ہجری میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ اس کے ستر اسّی سال بعد ایک غالی شیعہ داستان گو مصنف ابو مخنف یحییٰ بن لوط نے ایک کتاب 'مقتل حسین' لکھی اور اس میں بے سند، بے سروپا اور مبالغہ آمیز واقعات لکھے جن کو لے کر اگلے مؤرخین بھی چلتے رہے حالانکہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ کے دور میں اس واقعے کا اتنا چرچا اس دور کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ اس واقعہ کی اچانک تشہیر شروع ہونے کی وجہ یہ تھی کہ عین اس وقت بنو عباس نے بنواُمیہ کا تختہ الٹ کر اپنی امارت قائم کی تھی اور اس کو مستحکم کرنے کے لیے بنواُمیہ پر شدید ترین مظالم ڈھائے پھر جن کو چھپانے کے لیے ان پر اسی طرح کے کسی اہم

واقعہ کی تلاش تھی جو واقعہ کربلا کی صورت مین ان کو مل گیا جس کی ہر طرح سے تشہیر کروانے کی اُنہوں نے کوشش کی اور وہ اس میں کامیاب رہے۔

مضمون کے آخری پیرا میں دامانوی صاحب نے لکھا ہے کہ یزید کے سیاہ کارنامے مثلاً سیدنا حسینؓ اور ان کے خاندان کا قتل، مدینہ پر شاہی فوج کا حملہ اور اس کو تاخت و تاراج کرنا، صحابہ کرامؓ اور تابعین کا قتل عام اور مدینہ کے عوام کو خوفزدہ کرنا ایسے کارنامے ہیں جن کو اُمت مسلمہ فراموش نہیں کرسکی۔ اگر ان کا تاریخی مطالعہ وافر ہے تو کیا وہ ان سوالات کا جواب دیں گے کہ درج ذیل واقعات کیا کم اندوہناک اور غم ناک تھے کہ ان کو بھلایا جاسکے:

① ابولؤلؤ فیروز نامی ایرانی غلام کے ہاتھوں حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت۔

② مدینہ شریف میں حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ، ان کی مظلومانہ شہادت اور ان کی اہلیہ محترمہ کی انگلیاں کاٹ دینا۔ مسجد ِنبویؐ میں نماز ادا کرنے سے جبراً روکنا اور ان کے جسد مبارک کا تین دن سے بے گوروکفن پڑا رہنا اور پھر ان کو اس وقت کے جنت البقیع میں دفن نہ ہونے دینا۔

③ حضرت علیؓ کو کوفہ کی مسجد میں شہید کردینا۔

④ خلافت ِعباسیہ کے بانی عبداللہ سفاح اور اس کے چچا عبداللہ بن علی نے ۱۳۰ھ میں دمشق پر قبضہ کیا تو جشن فتح منانے کے بہانے بنواُمیہ کے تمام بڑوں، چھوٹوں، عورتوں کو یہ کہہ کر مدعو کیا کہ آؤ ہم سب قریش ہیں، آپ ہماری امارت کو تسلیم کرلیں، ہم آپ سب کو عزت اور امان دیں گے۔ ان میں بنواُمیہ کے وہ اشخاص بھی شامل تھے جو بنوعباس کے حامی تھے۔ انہوں نے ان سب کو جن کی تعداد ۹۰ تھی، دعوت پر بلایا اور بجائے کھانا کھلانے کے ان دونوں نے بنواُمیہ کے تمام افراد کو قتل کروا دیا اور ان کی لاشوں پر کپڑے اور دسترخوان بچھوا کر ضیافت اُڑائی۔ اس طرح اُنہوں نے اپنی بدعہدی نخوت اور شقاوتِ قلبی کا کھلم کھلا مظاہرہ کیا۔ اُنہوں نے یہ حرکت کرکے عربوں کی اِسلامی اور جاہلیت کی تاریخ سے غداری کی تھی حالانکہ ان میں دستور تھا کہ اگر کوئی کسی کے قریبی عزیز کا قاتل بھی کسی کے گھر میں پناہ لے لیتا تو وہ اس وقت تک اسے کچھ نہ کہتے جب تک وہاں سے چلا نہ جاتا۔ اس کے بعد انہوں نے کاتب ِوحی حضرت امیر معاویہؓ اور دیگر فوت شدہ

امرائے بنواُمیہ کی قبریں اُکھیڑ دیں۔ ہڈیاں باہر پھینک دیں اور بچی کھچی لاشوں کو کتوں کے آگے ڈال دیا۔ دوسری طرف اُنہوں نے ابومسلم خراسانی، جس کی مدد اور کاوش سے اُنہوں نے بنو اُمیہ کا تختہ اُلٹا تھا، کو کھلی چھٹی دے دی اور اس بدبخت نے ملک خراسان میں آباد ایک ایک عرب کو چن چن کر قتل کروایا۔ صرف چند خاندان جو جان بچا کر قریبی علاقوں میں چلے گئے، بچ گئے تھے۔ اب اپنے تمام مظالم کو چھپانے اور لوگوں کے ذہن سے نکالنے کے لیے ان کے پاس صرف واقعۂ کربلا تھا جس کی اُنہوں نے خوب تشہیر کی اور اسی دور کے ابومخنف یحییٰ بن لوط اور اس جیسے دیگر دروغ گو مصنّفین اور شعراء ان کے ہتھے چڑھ گئے جن سے بے سند جھوٹی اور طلسماتی واقعاتِ کربلا لکھوا کر اُمت میں افتراق کا ایسا بیج بویا جس کو اُمت اب تک کاٹ رہی ہے۔

⑤ ۳۱۷ھ میں ابوطاہر قرمطی کا خانۂ کعبہ کو تاراج کرنا، حاجیوں کا قتل عام کرنا، صحن کعبہ میں شراب پینا، زنا اور لواطت کرنا اور حجراسود کو اُکھاڑ کر اپنے شہر لے جانا۔

اگر تاریخ اسلام کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو زمانۂ حال تک ایسے واقعات اتنے ملیں گے جن کا اِحاطہ مشکل ہے۔ آج تک یہ تاریخ ان لوگوں (یہود، مجوس، روافض) کی سازشوں، دجل و فریب اور سیاہ کارناموں سے بھری پڑی ہے جس سے اہل اسلام کو پہلے بھی اور اب تک لگاتار نقصان پہنچ رہا ہے۔ آخری قابل افسوس بات یہ ہے کہ اگر ہم اہل حق ان کے صفائی کے وکیل بن کر ان کے موقف کو تسلیم کرلیں تو وہ ہر مجلس میں اس کا حوالہ دیں گے جس کا اسلام کو جو نقصان پہنچنا ہے وہ پہنچے گا، لیکن قیامت کے دن ہم اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ والسلام

میاں عبدالمجید، جامع مسجد قبا اہلحدیث، چناب بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

④ مراسلہ مولانا عبدالولی حقانی حفظہ اللہ، دارالسلام، لاہور

محترم جناب ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے مزاجِ گرامی بخیر ہوں گے۔ آپ کے مؤقر ماہنامہ 'محدث' کا ماہ جولائی ۲۰۱۰ء کا شمارہ پڑھنے کو ملا۔ الحمدللہ نہایت مفید و وقیع مضامین پر مشتمل ہے، بطورِ خاص شیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کا مضمون بڑا ہی مفید ہے۔

علاوہ اَزیں ایک نہایت اہم موضوع 'چہرہ کا پردہ' پر بھی حافظ محمد زبیر تیمی حفظہ اللہ کا مضمون